تحقیق و تحریر: محمد اسلم الوری

زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین شیخ الطریقت

حافظ انور علی صدیقی نقشبندی مجددی روہتکیؒ

تقسیم ہند کے وقت ہندو مسلم فسادات کے نتیجہ میں مشرقی پنجاب سے وسیع پیمانے پر مسلمانوں کی ہجرت کا ایک المیہ یہ بھی ہے کہ علم و فضل کے کتنے ہی آفتاب و مہتاب تاریخ کے عمیق سمندر میں ڈوب گئے اور کتنی ہی نادر روزگار ہستیاں اپنی شاندار علمی و دینی خدمات سمیت بہت جلد ہماری ملی تاریخ کے حافظہ سے محو ہو گئیں۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے ممتاز صوفی دانشور قدوۃ الاولیاء شیخ الطریقت حضرت حافظ انور علی صاحب صدیقی نقشبندی مجددی محمودی روہتکی رحمتہ اللہ علیہ کا شمار بھی ایسے ہی صاحبان علم و فضل میں ہوتا ہے۔ آپ کی شخصیت و کردار کا مطالعہ اس اعتبار سے بھی اہمیت اور دلچسپی کا باعث ہو گا کہ آپ نے دور غلامی میں عمر بھر سرکاری ملازمت کے باوجود بلند پایہ صوفیاء کرام کی صحبت میں رہ کر سلوک کی منازل طے کیں اور اپنے ذاتی روحانی تجربات و واردات اور وسیع مطالعہ کی بدولت علم تصوف کی ترویج و اشاعت اور مخلوق خدا کی روحانی تربیت خاص طور پر انگریزی تعلیم یافتہ نوجوانوں کی ہدایت و رہنمائی کے لیے ہزاروں صفحات پر مشتمل گرانقدر کتب و رسائل تصنیف کر کے شائع کیے۔

خاندانی پس منظر

آپ رسالدار حاجی کرامت علیؒ کے ہاں 1841ء میں مشرقی پنجاب کے شہر رہتک (انڈیا) میں پیدا ہوئے۔ آپ کا سلسلہ نسب اور سلسلہ طریقہ باطنی افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔ آپ کے بزرگ یمن کے حاکم تھے۔ حضرت شیخ کمال الدین سلطنت یمن چھوڑ کر سیستان میں بہ لباس درویشی تشریف لائے۔ وہاں کے بادشاہ نے آپ کے فضائل و کمالات کی وجہ سے اپنے مقربین میں رکھنا چاہا لیکن آپ نے یہ شعر لکھ کر بھیج دیا؛

گر ہوس سلطنتے داشتے   ملک یمن راپچہ بگزاشتے

آپ کے جد امجد شیخ قوام الدین بن شیخ حسام الدین بن شیخ نظام الدین عالم شباب میں سلطاان شہاب الدین غوری (1149ء ۔1206ء) کے عہد میں 1200ء میں ہندوستان تشریف لائے اور سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین دہلوی (1238ء۔1325ء) کی خدمت میں رہ کر مرتبہ ءکمال کو پہنچے۔ آپ کی اولاد واجاد قصبہ مہم اور روہتک میں آباد ہے اور شاہان سلف کے دور میں حاکم مفتی اور محتسب ہوتے رہے ہیں۔ خاص طور پر شیخ فضل اللہ عرف شیخ ہمایوں بادشاہ دہلی کے منشی خاص تھے۔ اس خاندان عالی شان میں حضرت شاہ محمد رمضان صاحب شہید مہمی اور سر تاج الاولیاء ملک ہریانہ شاہ غلام جیلانی روہتکی جیسے باکمال بزرگان دین شامل ہیں (1)۔

حافظ انور علی رہتکیؒ نے ابتدائی تعلیم رہتک ہی میں حاصل کی۔ والد نے اپنے بڑے بیٹے اکبر علی رسالدار کی طرح حافظ انور علیؒ کو بھی تعلیم سے فراغت کے بعد فوج میں بھرتی کرانا چاہا مگر اس زمانہ کے کمانڈنگ افسر مسٹر چیمبر لین نے آپ کی درویشانہ وصوفیانہ سیرت وصورت کو دیکھ کر یہ خیال ظاہر کیا کہ رسالدار صاحب ان کو تو کسی مذہبی اور دینی مشغلہ میں لگاؤ یہ فوجی ملازمت کے لیے موزوں نہیں ہیں۔ اس کی پیشین گوئی درست نکلی چنانچہ آپ ایک اعلیٰ درجہ کے سویلین افسر اور باکمال صوفی ثابت ہوئے۔ حافظ انور علی صاحبؒ نے پولیس کے محکمہ سے ملازمت کا آغاز کیا۔ 1862ء میں آپ ڈپٹی انسپکٹر قصبہ مہم مقرر ہوئے اور رفتہ رفتہ ترقی کر کے سپرنٹنڈنٹ دفتر فارسی سررشتہ دار کمشنری اور منصفی کے منصب تک پہنچے۔ مہم جنجرہ، گوڑ گانواں، سیالکوٹ منٹگمری (ساہیوال)، ملتان، جھنگ، روہتک، امرتسر، فیروزپور، کانگڑہ، حصار اور کرنال میں خدمات انجام دیں اور آخر میں ترقی کر کے افسر مال اور روہتک میں سیشن جج ہو گئے۔ (2)

بیعت وارشاد

آپ جن دنوں جالندھر میں افسر مال تھے، قدوہ الاولیاء حضرت حاجی محمود آرزو جالندھری مجددی قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت حاجی صاحبؒ مرید وخلیفہ کامل ومکمل حضرت مولوی محمد شریف قندھاریؒ کے تھے۔ (3) حضرت مولوی محمد شریف نقشبندی مجددیؒ قندھار کے رہنے والے تھے۔ آپ سترہ برس کی عمر میں علوم ظاہری کی تحصیل کے لیے قندھار سے براستہ کابل پشاور دہلی حضرت شاہ غلام علی مجدد دہلویؒ کی خانقاہ میں پہنچے۔ وہاں سے رامپور مفتی شرف لدینؒ سے علوم ظاہری پڑھے۔ پھر چالیس برس کی عمر میں تحصیل علم باطن کے لیے دہلی تشریف لائے۔ شاہ غلام علی دہلوی کا انتقال ہو چکا تھا۔ حضرت شاہ

ابو سعید مجددیؒ سے بیعت ہوئے۔ ان کی خدمت اور فیض صحبت میں مرتبہ ءولایت میں کمال کو پہنچے اور سلوک باطنی کی تکمیل کے بعد خلعت و خلافت حضرت شاہ ابو سعید مجددی صاحبؒ سے سرفراز ہوئے۔ پھر دہلی سے ہوشیار پور پنجاب میں تشریف لا کر ایک عالم کو اپنے نور ولایت سے جالندھر امرتسر، لاہور و کشمیر وغیرہ میں منور کیا۔ حاجی محمود جالندھری، مولوی غلام حسین ہوشیار پوری، مولوی احمد یار امرتسری، مولوی شمس الدین وزیر آبادی، مولوی کریم بخش پھلوری، میاں عبدالرحمان، اخوند محمد شاہ آپ کی توجہ اور نور سے فیضیاب ہو کر اپنے اپنے مرتبہ ءکمال کو پہنچے۔ آپ کو سات طریقوں قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ، مداریہ، کبرویہ، قلندریہ اور نقشبندیہ میں اجازت تھی لیکن توجہ طریق نقشبندیہ مجددیہ کی فرماتے تھے۔ اس توجہ لینے اور دینے کی تفصیل رسالہ ہدایت السالکین حضرت شاہ ابو سعید دہلویؒ میں اور رسالہ اربع انہار حضرت شاہ احمد سعید دہلویؒ میں درج ہے۔ رخصت کے وقت حضرت شاہ ابو سعید دہلوویؒ نے پیرہن،، دستار، کلاہ اور عصا مبارک عطا فرمایا۔

حاجی محمود جالندھریؒ نے پہلی ہی ملاقات میں آپ کو اپنا فریفتہ کر لیا، سبقاً سبقاً سلوک مجددیہ طے کرا کر داخل سلسلہ کیا اور خلافت و اجازت سے سرفراز فرمایا۔ آپ جب ڈسٹرکٹ جج تھے، اس وقت بھی سوائے چھ گھنٹہ سرکاری نوکری کے باقی تمام وقت اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں گزارتے اور ان کی صحبت باطنی کے انوار سے ہمیشہ مستفیض ہوتے رہتے تھے۔ آپ نے مرید ہونے کے بعد تمام عمر اپنے مرشد کی خدمت میں گزاری۔ بعد ازاں آپ نے پنشن لے کر ہمہ تن خدمت دین اور اشاعت تصوف تبلیغ دین کے لیے خود کو وقف کر دیا۔ پروفیسر عابد حسن فریدیؒ کے بقول " آپ نے حاجی صاحب موصوف سے خرقہ ءخلافت حاصل کر کے بہت مخلوق کو فیض یاب کیا۔ (4) حضرت انور علی روہتکیؒ نے اپنے مرشد حاجی محمود جالندھری کے حالات زندگی اور ملفوظات تذکرۃ المحمود (1307ھ) اور " مقامات المحمود " (1324ھ) میں بیان کیے ہیں۔ سائیں توکل شاہ انبالویؒ آپ کے برادر طریقت شمس العرفاں حضرت خواجہ قادر بخش نقشبندی مجددیؒ سے مجاز و فیض یاب تھے جو 17 شوال بروز دوشنبہ 1337ھ بمطابق 1822ء کو جہاں خیلاں ضلع ہوشیار پور (انڈیا) میں پیدا ہوئے اور 1272ھ بمطابق 1858ء کو حجرہ کی چھت گرنے سے شہادت پائی۔ آپ کا مزار موجودہ یتیم خانہ خالقیہ کے اسکول کی چاردیواری کے اندر واقع ہے۔ آپ کے خلیفہ سائیں توکل شاہ انبالویؒ موضع پکھوکے میں جو ضلع گورداسپور میں موضع رتڑ چھتڑ اور ڈیرہ بابا نانک کے درمیان واقع ہے، قریباً 1255ھ میں پیدا ہوئے۔ والدین کا سایہ نہایت کم عمری میں سر سے اُٹھ گیا آپ کا کوئی اور بہن بھائی نہ تھا۔ آپ کے نانا صاحب میاں اللہ دین شاہ مست نے جو نوشاہی طریق کے ایک صاحب نسبت درویش تھے اس در یتیم کی پرورش کی۔ آپ شمس العرفاں خواجہ قادر بخش کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ شمس

العرفاں نے آپ کو اپنے سینہ مبارک سے لگا کر نسبت نقشبندیہ کا القاء کیا اور انوار لطائف سبعہ اور فیوض ولایات ثلاثہ وغیرہ سے مالا مال کر دیا۔ بعد دوماہ یا کچھ کم وبیش اپنے پیر کی خدمت میں حاضر رہے۔ پھر انبالہ رہنے کی اجازت ہو گئی۔ اس لیے آپ انبالہ چلے آئے۔ مگر جب طبیعت چاہتی تو جہان خیلاں شریف چلے آتے۔ آخر کچھ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد شمس العرفاں نے آپ کو خلافت سے مشرف فرمایا۔ جب عمر 58 سال کی ہوئی تو ماہ صفر 1315ھ میں وفات ہوئی۔ آپ پاس نسبت کی وجہ سے حافظ انور علی روہتکیؒ سے بھی بہت پیار کرتے تھے اور جالندھر شہر کی حدود میں کسی کو بیعت نہیں کرتے تھے(5)

(مزید معلومات کے لیے دیکھئے: تذکرہ توکلیہ مولفہ مولوی نور احمد صاحب مرحوم۔ صفحہ نمبر 621۔ اور ذکر خیر، خواجہ محبوب عالم صفحہ 294، بزم توکلیہ سید اشریف پاکستان)

حاجی محمود جالندھریؒ کا وصال

اپنے پیر ومرشد حاجی محمود جالندھریؒ کے وصال کے وقت حافظ انور علی روہتکی ان کی خبر گیری اور عیادت کے لیے چند روز قبل جالندھر پہنچے تھے۔ آپ بیان کرتے ہیں:۔

"میں خدمت اقدس میں پہنچا تو حاجی محمود مجددیؒ بیمار تھے، سائیں توکل شاہ انبالویؒ کو آپ کی بیماری کی اطلاع دی گئی وہ تشریف لائے۔ 8 ربیع الاول 1306ھ کو آپ کی روح مطہر واصل حق ہوئی، شہر میں کہرام مچ گیا۔ قیامت کا نمونہ تھا۔ کچھ دن چڑھے حضرت کا جنازہ اٹھایا گیا۔ شہر کے اور بستیوں کے خاص وعام بڑی کثرت سے جنازہ مبارک کے ساتھ تھے۔ راستہ بستی شیخ پر جو ایک قبرستان ہے وہاں حضرت کی نعش مبارک کو دفن کیا گیا۔ حاجی صاحب کی وفات کے بعد آپ کی جالندھر سے تبدیلی ہوئی۔(6)

شیخ الطریقت حافظ انور علیؒ روہتکی بحر حقیقت کے غواص تھے۔ تصوف کے رموز ومعارف ان کی نوک زباں پر تھے۔ علم تصوف پر ان کی تحریریں ادب اسلامی کا قیمتی سرمایہ ہیں۔ وہ محض ایک بلند پایہ عالم ہی نہیں بلکہ ایک بلند پایہ اور صاحب حال صوفی دانشور بھی تھے۔ جادۂ سلوک پر گامزن مسافروں کی ایک نفسیاتی الجھن کی جانب اشارہ کرتے ہوئے آپ حقیقت حال یوں بیان کرتے ہیں :

"اصل کار جذب ومحبت اور ظہور عشق الٰہی بہ اتباع شرع محمدی ﷺ ہے۔ اگر کسی طالب کو انوار لطائف کے جیسے مرشد صاحب فرمائیں، نظر نہ آئیں تو اس کو اس کا کچھ خیال نہ کرنا چاہئے کیونکہ یہ ایک تماشا ہے اور راستہ میں تماشے کا نظر نہ آنا ہی بہتر ہے۔ انوار کے سوا اور آثار فیضان ہر لطیفہ کے بہت ہیں جن کو مرشدان کامل اور طالبان واقف حال جانتے ہیں۔ اگر انوار نہ ہوئے تو نہ سہی۔ وہ

اصل مقصود نہیں ہیں۔ سلوک سے مقصود دل کی خرابیاں دور کرنا اور حصول فنا اور وصول اللہ ہے۔ دوسرے فیضان ہر لطیفہ کے بھی دل کی خرابیاں دور کرتے ہیں۔ ان سے بھی صفائی باطن حاصل ہوتی ہے۔"(7)

حاجی محمود جالندھریؒ کا اسلوب تربیت

اپنے پیر مرشد حاجی محمود جالندھری رحمتہ اللہ علیہ کے اسلوب تربیت کے بارے میں مقامات المحمود" میں آپ کا یہ بیان آپ کی علمی گہرائی، وسعت مطالعہ اور باریک بینی کا مظہر ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

" حضرت حاجی صاحب کی خدمت اقدس میں جس قدر مدت میں رہا میں نے کبھی کوئی گفتگو علمی وہاں نہیں سنی، نہ کبھی توحید وجودی کا ذکر آیا نہ توحید شہودی کا نہ اور کسی مئلہ مصطلحہ کا۔ حضرت کا سارا وقت یا توتوجہ اور مراقبہ میں گزرتا تھا یا طالبان حق کو سلوک کے سبقوں کے پڑھانے اور سننے اور ان کے الفاظ بتانے میں یا نصائح طریقت یا مسائل شریعت میں۔ یہ سلوک حضرت صاحب کا طریقہ ءنقشبندیہ مجددیہ کا ہے۔ اس سلوک کو حضرت امام الطریقہ مجدد صاحبؒ نے اپنے مکتوبات میں خصوصا مکتوب 290، 257، 260 جلد اول میں بیان فرمایا ہے اور دیگر اولیاء کاملین مجددیہ کے مکتوبات وملفوظات ورسائل میں خصوصا مکتوبات حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ معصوم صاحبؒ، مکتوبات حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ، مقامات مظہریہ، معمولات مظہریہ در المعارف، ملفوظات حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ، ہدایت السالکین، حضرت شاہ ابو سعید صاحب دہلویؒ، اربع انہار حضرت شاہ احمد سعید صاحب دہلویؒ، میں کتاب جامع اصول الاولیاء میں لکھا ہوا ہے۔ اس سلوک کے سبقوں میں جو الفاظ خاص ہیں ان کے معنی لغوی یا مصطلحہ صوفیہ کرام طرف دیگر کے نہیں ہیں، (بلکہ) وہ ہیں جو حضرت مجدد صاحبؒ کے مکتوبات اور دیگر کتب مذکورہ بالا میں لکھے ہوئے ہیں وہ علمی نہیں ہیں، کشفی ہیں"(7)

امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوریؒ سے تعلقات

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے نامور شیخ قبلہ ءعالم امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوریؒ(وفات:1951ء) کا شمار ان پاکباز صوفیاء کبار میں ہوتا ہے جنہوں نے اپنے علم وفضل، باطنی فیوض وبرکات، سماجی، اصلاحی، تبلیغی، تعلیمی اور سیاسی تحریکات ومہمات کے ذریعہ انیسویں صدی کے نصف آخر سے لے کر بیسویں صدی کے نصف اول تک برصغیر کے کروڑوں مسلمانوں خاص طور پر جدید تعلیم یافتہ افراد کے قلوب واذہان کو متاثر کیا۔ آپؒ نے 1319ھ / 1901ء میں ایک دینی اور رفاحی

تحریک ''انجمن خدام الصوفیہ " قائم فرمائی جس نے تعلیم و تبلیغ کے مقصد کی خاطر دہلی، آگرہ، ایٹہ، بلند شہر، علی گڑھ، رہتک، فرخ آباد، متھرا، گڑ گاواں، کے اضلاع میں پینتالیس سے زیادہ مدارس قائم کیے تھے جہاں دینی تعلیم کا اہتمام تھا۔ ہزاروں بچے ان مدارس میں تعلیم پاتے تھے، دس ہزار سے پندرہ ہزار افراد صرف ان مدارس کی بدولت شدھی سے محفوظ رہے۔ زنانہ مدارس بھی قائم کیے گئے تھے جن میں پردے کا خصوصی اہتمام ہوتا تھا، بڑی عمر کے دیہاتیوں کو بھی اان مدارس میں تعلیم دی جاتی تھی۔ مدرسین کے قیام وطعام کے سارے اخراجات کی کفالت انجمن خدام الصوفیہ کے ذمہ ہوتی تھی۔(8)

شیخ الطریقت حافظ انور علی روہتکیؒ انجمن خدام الصوفیہ کے رکن اعلیٰ اور حضور قبلہ عالم کے مقبول خاص تھے۔ رسالہ انوار لصوفیہ کا اجرا بھی آپ کی ذات منبع فیوض البرکات کا نتیجہ ہے۔ پروفیسر مولانا عابد حسن فریدیؒ کے بقول آپ کے نام نامی یعنی "انور علی" کی رعایت سے اس رسالہ مبارک کا نام انوارالصوفیہ رکھا گیا تھا۔ آپ قبلہ عالمؒ نے ہی حافظ صاحبؒ کی خدمات کی قدر فرمائی اور کوئی شخص نہ تو آپ کو پہچان سکا اور نہ قدر کر سکا۔(9) حضرت قبلہ ءعالم امیر ملت پیر جماعت علی شاہ محدث رحمتہ اللہ علیہ کو بھی آپ سے بے حد محبت تھی۔ آپ برملا اظہار فرماتے تھے کہ مجھ کو علم تصوف میں جو فائدہ پہنچا جناب حافظ صاحبؒ کی ہی تصانیف سے پہنچا۔(10)

امیر ملتؒ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا قاضی حفیظ الدین روہتکیؒ (وفات:1363ھ) لکھتے ہیں :

آپ کو سیدنا و مرشدنا اعلیٰ حضرت قبلہ عالم روحی فداہم سے اس درجہ عشق تھا کہ اس کا ترشح کبھی کبھی اس طرح ہو جایا کرتا کہ جب کبھی حضور والا نے حافظ صاحب کو اپنی روہتک میں تشریف لانے کی اطلاع دی تو حافظ صاحب بے چین ہو جاتے تھے۔ مجھے بلاتے اور فرماتے کہ بھائی جی بتاؤ میں کیا کروں؟ ایک سلیمان مور (چیونٹی) کے یہاں تشریف لاتا ہے۔ کس طرح ان کی تشریف آوری اور خدمت کا انتظام کروں۔ میں کیا کر سکتا ہوں، نہ مکان اس قابل نہ میں اس قابل۔ بھائی کچھ کرو۔ غرض تمام کام چھوڑ دیتے اور ہمہ تن حضور والا کے استقبال کی تیاری میں مصروف رہتے۔ (11) "

قاضی حفیظ الدین روہتکی مزید لکھتے ہیں :

حضرت قبلہ عالم کا جو لطف و کرم اور محبت و شفقت حضرت حافظ صاحب کے حال پر تھی اس کا اندازہ ان حقائق وواقعات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اعلیٰ حضرت قبلہ ءعالم روحی فداہم نے آپ کو شیخ الطریقت کا خطاب عطا کیا اور فرمایا کہ حافظ صاحب جو کام صوفیا کے

گروہ کے کرنے کا تھا وہ آپ نے نہایت خوبی سے اور باحسن وجوہ انجام دیا۔ ایک مرتبہ حضرت حافظ صاحب سخت علیل تھے اور علالت طویل ہو گئی تھی۔ قبلہ عالمؒ نے سالانہ عرس شریف کے موقع پر دس ہزار مجمع کے سامنے فرمایا کہ حافظ صاحب نے تصوف اور سلوک کی عظیم الشان خدمات انجام دی ہیں۔ وہ اس وقت زیادہ بیمار ہیں۔ میں دعا کرتا ہوں اور حاضرین آمین کہیں کہ اللہ تعالیٰ میری عمر کے دس سال حافظ صاحب کی عمر میں اضافہ فرماوے۔"(12) اس کے بعد حافظ انور علی روہتکیؒ مزید دس سال بقید حیات رہے۔ (13) سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ جماعتیہ سے وابستہ ممتاز روحانی شخصیت پروفیسر بابو منشاد علی رحمۃ اللہ علیہ (وفات: 2022ء) نے بہاولپور میں اپنے گھر پر ایک ملاقات میں میرے استفسار پر بتایا کہ :

"حضرت حافظ انور علی روہتکی بہت عالم فاضل اور نیک آدمی تھے۔ انہیں حضور امیر ملتؒ سے بے پناہ محبت تھی۔ امیر ملتؒ جب بھی کرنال تشریف لاتے تو حافظ انور علی رہتکیؒ کی رہائش گاہ پر قیام فرماتے۔ آپ کی آمد کا سن کر قبلہ عالم کی زیارت وملاقات کے لئے آنے والوں کا تانتا بندھ جاتا۔ حافظ انور علی روہتکیؒ بھی اپنے سرکاری منصب کی پرواکئے بغیر ملاقاتیوں کی خدمت کے لئے باہر اپنے گھر کی دہلیز پر بیٹھ جاتے اور ہر آنے والے سے پوچھتے کہ اسے حضور امیر ملتؒ سے کیا کام ہے؟ جب کوئی کہتا کہ مجھے تعویز چاہئے یا پانی دم کرانا ہے تو حافظ انور علیؒ روہتکی مسکرا کر کہتے: "بھائی عجیب آدمی ہو کہ جوہری کی دکان سے ہلدی لینے آئے ہو۔" (14)

ذوق مطالعہ

مولانا عبد المجید قصوریؒ آپ کے ذوق مطالعہ کے متعلق لکھتے ہیں:

"دفتری مصروفیات سے جو وقت بچتا وہ محض مطالعہ کتب تصوف میں صرف ہوتا تھا۔ نہ کبھی سیر و تفریح کا خیال آتا نہ دن بھر کی تکان وماندگی کے بعد آرام فرمایا۔ یہاں تک کہ کھانے کے لیے خادم بار بار عرض کرتا تو مجبوراً اس کے انتظار کا خیال فرما کر کھانا طلب فرماتے۔ اس وقت بھی آپ کے ایک ہاتھ میں کتاب ہوتی تھی اور دوسرے ہاتھ سے کھانا کھاتے رہتے تھے۔ کئی مرتبہ ذوق مطالعہ میں دائیں ہاتھ سے لقمہ سالن کی رکابی کے کنارے پر لگا کر خشک ہی منہ میں رکھ لیتے اور حلاوت مطالعہ میں آپ کو یہ بھی محسوس نہ ہوتا تھا کہ روٹی سوکھی کھا رہے ہیں یا سالن کے ساتھ تناول فرما رہے ہیں (15)"

کتب تصوف سے لگاؤ

فارسی زبان میں سید محمود شبستریؒ کی شہرہ آفاق تصنیف مثنوی گلشن راز تصوف کے اسرار و رموز پر مبنی افکار عالیہ کے حوالے سے صوفیاء کے حلقوں میں نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے۔ آپ نے ایک روز خود ارشاد فرمایا کہ ضلع گڑگانواں میں ہم سپرنٹنڈنٹ دفتر فارسی تھے۔ ہم کو ان دنوں کتب تصوف کے جمع کرنے کا بہت شوق تھا خصوصاً قلمی رسائل نادرہ کی فراہمی۔ ہم نے سنا کہ میرٹھ میں ایک شخص کے پاس گلشن راز کا ایک قلمی نسخہ موجود ہے۔ ہم نے رخصت لے کر میرٹھ پہنچنے کا انتظام کیا اور تلاش کے بعد پتا مل گیا۔ مالک کتاب نے کہا کہ صاحب گلشن راز تو ہمارے پاس ہے اور ہم دینے کو تیار ہیں مگر اس کی قیمت آپ سے نہ دی جائے گی۔ میں نے دریافت کی کہ کیا لوگے؟ اس نے کہا کہ پچیس روپیہ۔ اس وقت کی خوشی کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔ جب کہ مالک نے کتاب دینے پر آمادگی کا اظہار کیا۔ بس بلا کم و کاست پچیس روپیہ دے کر گلشن راز ان سے لے لیا اور میں ان کی ارزاں فروشی پر حیران تھا۔(16) مولانا عبد المجید خاںؒ آپ کے حالات زندگی میں لکھتے ہیں: "تمام ہندوستان کے شائقین جو اب اس گوہر نایاب یعنی "گلشن راز" کو کوڑیوں کے مول خرید رہے ہیں وہ سب حافظ صاحبؒ کے ہی مرہون منت ہیں کہ آپ نے نول کشور پریس میں سب سے پہلے اس کی شرح اور تراجم طبع کرائے۔(17)"

تصنیفات، تالیفات، تراجم و شرائح

آپ طبقہ ءنسواں کی تربیت و بہبودی کا خاص خیال فرماتے متعدد رسائل رابعہ خانم وغیرہ عام فہم سلیس اردو میں گھریلو محاوروں اور دلچسپ پیرایہ سے مستورات کے لیے شائع فرمائے۔ انگریزی خواں طبقہ کی اصلاح کی طرف ہمیشہ آپ کی توجہ رہی۔ آپ نے حضرت قبلہ عالمؒ کے ایما کو بخوبی پورا کیا اور خاص روہتک میں طبقہ ءنسواں کی اصلاح کے لیے "انجمن خادمات الصوفیہ" مقرر فرمائی اور بہت سے رسالے ان کی ہی اصطلاح اور روز مرہ بول چال میں شائع کیے۔(18) آپ نے اپنی عمر کا اکثر حصہ علم تصوف حاصل کرنے میں صرف کیا۔ اور تصوف کی نایاب کتابیں بڑی محنت سے جمع کر کے ان کا مطالعہ کیا اور بہت سی کتابیں علم تصوف میں آپ نے تصنیف کیں۔ آپ عربی کے علاوہ انگریزی میں بھی ید طولیٰ رکھتے ہیں۔ آپ کی بلند پایہ علمی تحقیقی اور تبلیغی نوعیت کی نگارشات میں درج ذیل قابل ذکر ہیں:

"زیور ایمان مجلس اول و دویم، زیور ایمان مجلس سویم 1298ھ تحفہ ءمومنات الموسومہ بہ حکایات الصالحات 1300ھ، التحفتہ المرسلہ الی النبی الصلعم 1301ھ لیکچر نمبر 1، 2، 3 محمڈن صوفی ازم فلاسفی 1305ھ (یہ وہ لیکچرز ہیں جنہوں نے انگریزی خواں گریجوایٹ اور مغربی فلسفہ میں گرفتار طبائع کو تصوف حقہ کی طرف مائل کر دیا) پوتھی لا الہ الا اللہ 1305ھ، قانون عشق حصہ اول

1305ھ، حلوائے پنجاب شرح کافی ہائے حضرت بلھے شاہ قادری، شطاری قصوری، قانون عشق دویم 1305ھ (ان ہر دو حصہ قانون عشق یعنی شرح کافی ہائے حضرت بلھے شاہ صاحبؒ کی نسبت خود حافظ صاحب نے ایک دفعہ فرمایا تھا کہ ہم نے یہ شرح ایسی جامع اور مبسوط لکھی ہے کہ ان کو بغور پڑھنے سے سالک پر بڑے بڑے مقامات سلوک کھل جائیں گے اور جس قدر زور طبیعت اس شرح کے لکھنے میں لگا ہے اور کسی کتاب کے لکھنے میں ایسا نہیں ہوا) قانون توحید حصہ دویم، رمز العشق کا اردو ترجمہ شعر بہ شعر، اربعین انور 1306ھ، لیکچر امام غزالیؒ 1306ھ، ترجمہ مکتوبات حضرت غوث الاعظم 1306ھ، نوحہ قالی شکوہ حالی حصہ اول ،1306ھ، نوحہ قالی شکوہ حالی حصہ دویم 1306ھ، شرح نقش الفصوص فص آدمیہ، ترجمہ رسالہ متبرکہ خواجہ محمد پارساؒ، لیکچر نمبر 4 محمڈن صوفی ازم فلاسفی 1307ھ، ترجمہ مکتوبات غوث الاعظم 1300ھ، تذکرہ محمودیہ 1307ھ سی حرفی حضرت شاہ غلام قادر صاحب بٹالویؒ 1308ھ، قانون سلوک 1308ھ، مقامات المحمودیہ 1335ھ، لطائف المحمود 1327ھ، تذکرہ محمود، شرح رباعیات عمر خیام حصہ اول، غافل نامہ بزبان انگریزی 1328ھ، عطر محبت رسالہ عشق پیر 1330ھ، رسالہ مدح پیر 1330ھ، صوفی کہے اُمنت باللہ 1330ھ، ذاکر زہینڈ زبک بزبان انگریزی 1331ھ، تفسیر سورہ فاتحہ غیر مطبوعہ 1330ھ، قانون معرفت 1309ھ، قانون توحید حصہ سویم 1309ھ، قانون توحید حصہ چہارم 1309ھ، قانون توحید حصہ پنجم 1309ھ، ترجمہ مکتوبات غوث الاعظم نمبر 1 تا 25، 1313ھ، عقائد انور، کلید گیانی لہر حضرت میراں بھیک صاحبؒ، مناجات جامی، بجلی بیگم بزبان انگریزی غیر مطبوعہ، مضامین تصوف مطبوعہ رسالہ ماہنامہ انوار الصوفیہ، قانون تصوف دستور العمل سالکان، آداب پیر، یاران کہن، خانوادہ چشت، تذکرہ صوفیائے نیشاپور، رباعیات عمر خیام غافل نامہ، ساقی نامہ، عاشق نامہ، سلوک نقشبندیہ مولانا جامیؒ۔ آپ کی بیشتر کتب شیخ فضل الدین قومی دوکان کشمیری بازار لاہور سے شائع ہوئیں۔(19)

قانون تصوف المعروف دستور العمل سالکان نہایت ضخیم کتاب ہے۔ اس کی جلد اول 400 صفحات پر مشتمل ہے۔ تصوف اور صوفی کی تعریف ہے، دوسری جلد میں سلوک کی آٹھ شرائط بیان کی گئی ہیں۔ پہلا حصہ وحدت، دوسرا، تیسرا، اور چوتھا حصہ ذکر پر اور پانچویں حصہ میں بقیہ چھ شرطیں ہیں۔ دوسری جلد کا پہلا حصہ وحدت مختصر تھا جو 120 صفحات پر اور دوسرا حصہ ذکر کا زیادہ ضخیم تھا اس لیے وحدت کا پورا حصہ اور ذکر کا ایک مناسب جزو شامل کرکے اس کو الگ شائع کیا گیا ہے۔ پروفیسر عابد حسن فریدی ایم اے ایل ٹی سینٹ جانسن کالج آگرہ نے "گلستان معرفت"، مولانا حامد حسن قادریؒ نے "آج مخزن کھلا تصوف کا" اور پروفیسر محمد طاہر فاروقی نے "گوہر نصحۂ نایاب فروزاں" سے اس کتاب کی تاریخ طبع ونشر 13 نکالی۔ شیخ الطریقت کی کتابی یادگاروں کے علاوہ ان کی جودت

طبع اور جوہر قابلیت کی یادگار وہ دھوپ گھڑی ہے جو جامع مسجد دہلی کے صحن اور اکثر مساجد اور مکہ معظمہ کے مدرسہ صولتیہ میں نصب ہو رہی ہے۔ یہ ہر موسم میں صحیح وقت بتاتی ہے۔(20)

مکتوبات امیر ملتؒ بنام حافظ انور علی رہتکیؒ

اردو زبان کے مکتوباتی وملفوظاتی ادب میں حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی محدث علی پوری رحمتہ اللہ علیہ کے خطوط گرانقدر اہمیت کے حامل ہیں۔ آپ نے اورینٹل کالج لاہور میں مولانا فیض الحسن سہارن پوری (وفات:1887ء) اور شمس العلماء مفتی عبداللہ ٹونکی (وفات:1920ء) جیسے ماہرین لسانیات سے عربی ادب کی تعلیم حاصل کی تھی۔ آپ اردو ہندی فارسی عربی سمیت متعدد زبانوں پر عبور رکھتے تھے۔ آپ کی تحریر و تقریر میں سادگی کے ساتھ پرکاری کا اعجاز پایا جاتا تھا۔ قرآن، حدیث، اشعار، اقوال، روایات سلف کے شواہد و اسناد آپ کے سادہ و دل نشین اسلوب بیان میں ڈھل کر دلوں میں اتر جاتے تھے اور "از دل خیزد بر دل ریزد" کی بے مثال نظیر قائم کرتے تھے۔"(21) حافظ انور علی رہتکی کے نام آپ کے مکتوبات اس بات پر شاہد ہیں۔ امیر ملت حضرت حافظ صاحبؒ کو مجمع مکارم اخلاق و منبع فیوض و برکات اور مخلصم کے القابات سے مخاطب کرتے ہیں۔ اہل علم کی قدر افزائی، پند و نصائح، امور خیر کے لیے ترغیب و تحریص، اشاعت علم تصوف، مخلوق خدا کی اصلاح و نفع رسانی، نادر و نایاب کتب تصوف کی تلاش کا جذبہ اور عجز و انکسار ان مکتوبات سے خوب جھلکتا ہے۔ حافظ صاحب کے نام اپنے 17 جولائی 1903ء کے خط میں رقم طراز ہیں :

"اللہ نے آپ کی اور فقیر کی دلی مراد پوری کی یعنی مولوی صاحب کو آپ کے پاس ایک کلرک آف دی کورٹ کی صورت میں بھیج دیا۔ فقیر حیران ہے کہ ایام ملازمت میں تو چشمہء فیض اس طغیانی پر ہو کہ ایک موج ابھی آنکھوں سے او جھل نہیں ہوئی کہ دوسری تیار، کسی میں قانون عشق کے بیش بہا موتی نظر آرہے ہیں، کسی میں سلوک اپنا رنگ دکھا رہا ہے۔ مگر اب جو فرصت ہوئی تو ہماری امیدوار آنکھیں اب تک راہ تکتی رہیں مگر کتاب ضخیم تو در کنار، ایک ورق بھی تازہ مضامین کا ہم تک نہ پہنچا مانع بخیر باد۔ حضرت من! اگرچہ فقیر کا کچھ کہنا لقمان کو حکمت سکھانا ہے مگر دل آپ جیسے بلبل گلشن توحید کی خاموشی کا بر دبار نہیں ہو سکتا۔ ناچار دل کی بے قراری زبان پر آہی جاتی ہے۔ اس واسطے فقیر چند کلمات لکھے بغیر نہیں رہ سکتا اور وہ یہ ہیں۔ سن لیجئے کہ دنیا گزشتنی ہے اور اس کے اعمال باقی ہیں۔ ان پر جو ثمرات مرتب ہوں گے وہ ابد الآباد تک قایم رہیں گے۔ عجب حال ہے کہ ایک جوہر حادث کے اوپر جو اعراض قایم ہوں وہ قدیم تو نہ ہوں مگر پائداری میں ابد کے پرلے کنارے سے ملے ہوئے ہوں۔ اس مسئلہ پر غور فرما کر آپ بھی

کمر باندھیں اور اپنے نافع ترین دست و زبان کو بے کار نہ رکھیں۔ آپ کا لکھا ہزاروں دلوں پر سے نقش گناہ مٹا دینے کو کافی ہے۔ آپ کے قلم کی روانی حشر کے میدان میں مجاہدین کی تیغ کی روانی کے ساتھ قدم مارے گی۔ لیکچر "صوفی ازم فلاسفی" کا پانچواں حصہ بھی تیار ہو جاوئے تو اس سے بڑھ کر کیا ہو گا اور ثبوت تصوف، جواز تصوف، حقوق شیخ و آداب مریدین پر بحث کر کے ان مسائل کو عام فہم بنانا از حد ضروری امر ہے۔" الراقم جماعت علی عفی عنہ (22)

اسی طرح مورخہ 4 جون 1904ء کے خط میں رسالہ انوار الصوفیہ کی تیاری و اشاعت سے متعلق حافظ انور علی صاحبؒ کی توجہ مبذول کراتے ہوئے لکھتے ہیں :

پہلے رسالہ کا ٹائٹل پیج، اور تمہید و دیباچہ وغیرہ کا نمونہ لکھ کر بھیج دیں تا کہ وہی عبارت اور عنوان رسالہ کے ٹائٹل پیج پر درج ہو۔ فقیر کا ارادہ ہے کہ ہندوستان کے گدی نشین صوفیائے کرام اور تمام خواندہ یاروں کو رسالہ مفت ارسال کیا جائے۔ اس واسطے التماس ہے کہ آپ بھی اس بارے اپنی رائے مبارک دے کر اطلاع دیں کہ کتنی جلدیں رسالہ کی کافی ہوں گی۔ غرض مفصل ہدایت سے اس بارے میں مشکور فرمائیں۔ الراقم جماعت علی عفی عنہ (23)

----

10 جولائی 1904ء مہاراج گنج سری نگر کشمیر سے 10 جولائی 1904ء کو تحریر کردہ اپنے نامہ گرامی میں جناب حافظ انور علی رہتکیؒ کے اسلوب نگارش کی تحسین فرماتے ہوئے امیر ملتؒ اپنے جذبات و احساسات کا یوں اظہار کرتے ہیں:

"الحمدللہ کہ جناب کا نوازش نامہ ملا۔ مگر مطالعہ سے ناسازیٔ طبیعت گرامی کا حال معلوم ہوا جو باعث رنج و ملال ہے۔ خداوند کریم آپ جیسے صاحب کمالات ظاہری و باطنی کا فیض جاری رکھے اور صحت جسمانی عطا فرما کر کافتہ الناس کو عموم اور اصحاب طریقت کو خصوصا آپ کے فیض لامتناہی سے مستفیض کرے۔ میری دعا ہے کہ آپ کی زندہ مثال اور ملفوظات سے دوبالا لطف عقید تمندوں کو حاصل ہو آمین۔ ہندوستان خاص کے ساکنین تو پیشتر ہی سے آپ کے پاک اثر سے آگاہ ہیں مگر اہل پنجاب بھی اپنی خوش نصیبی سے آپ کے شیریں مقال اور عالمانہ تحریر کے شیدا ہو رہے ہیں۔ خداوند کریم صحت عطا فرما کر آرزومند کی آرزو آپ کے ذریعہ برلائے۔ آمین۔۔۔۔۔۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ آپ کے مضمون قانون تصوف پر نظر ثانی کروں۔ میں تو آپ جیسے بزرگوار کے

لکھے ہوئے مضامین کو بے عیب سمجھتا ہوں اور ان پر کسی قسم کی جراءت کرنا داخل بے ادبی "ہر چہ خوباں کند خوب آں آید" جو آپ کے قلم سے نکلے گا اس میں کلام کرنا بے ادبی سمجھتا ہوں۔" الراقم جماعت علی عفی عنہ (24)

ذوق مطالعہ، تصوف کی نایاب کتب و مخطوطات کی تلاش و حصول اور علم تصوف کی اشاعت حضرت امیر ملتؒ اور حافظ انور علی رہتکیؒ کے مابین عمر بھر ایک قدر مشترک رہی۔ اس لیے سری نگر کشمیر ہی سے 11 ستمبر 1904ء کو تحریر کردہ اپنے ایک مفصل خط میں حافظ صاحب کو نادر و نایاب کتب تصوف کی تلاش میں کامیابی کی نوید سناتے ہوئے قبلہء عالم حضرت امیر ملتؒ یوں اظہار مسرت فرماتے ہیں:

" آپ کی برکت سے اس ہفتہ میں جو قلمی نایاب کتابیں دستیاب ہوئیں ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:

از تصنیفات حضرت امیر کبیر علی ہمدانیؒ پچیس رسالہ جات مجملہ ان کے یہ ہیں۔ رسالہ عقلیہ، رسالہ درویشیہ، رسالہ فقیریہ، رسالہ ہمدانیہ، رسالہ وجودیہ، رسالہ مشارب الاذواق، رسالہ سیر الطالبین، رسالہ قدوسیہ، رسالہ حل مشکل، رسالہ اعتقادیہ، رسالہ نوریہ، رسالہ صفریہ، رسالہ معرفت زہد، رسالہ شرح قصیدہ میمیہ ابن فارض رحمتہ اللہ علیہ، مکتوبات امیریہ، واردات امیریہ وغیرہم ہیں اور مکتوبات حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ۔ اور سب سے زیادہ خوشی جن کتابوں کے حصول کی ہوئی وہ مقامات حضرت امیر کلال صاحب قدس اللہ سرہ العزیز از تصنیفات حضرت خواجہ نقش بند صاحب مشکل کشا قدس اللہ سرہ العزیز و مقامات نقشبندیہ از تصنیف حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس اللہ سرہ العزیز۔ ان دونوں نایاب کتابوں کے حصول کی آپ کو بھی مبارکباد دیتا ہوں۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

جمادے چند دادم جاں خریدم　　　　بحمد اللہ عجب ارزاں خریدم

میرے سفر کشمیر کا مقصد و علت غائی و ماحصل گویا یہ دونوں کتابیں ہیں۔ اور رسالہ حضرت روزبہان بقلی رحمتہ اللہ علیہ۔ و غایت المکان و ذکر الصالحین وغیرہ چالیس کتابیں دستیاب ہو جاویں گی۔ للہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر می خواست آخر آمد ز پس پردہء تقدیر پدید، اور ایک ہفتہ تک فقیر کشمیر میں مقیم ہے۔ ان شاء اللہ اس ہفتہ میں چند اور کتابیں تصوف کی دستیاب ہو جاویں گی۔ یہ سب آپ کی برکت و توجہ کا نتیجہ ہے۔ ان کتابوں کا دستیاب ہونا امداد غیبی ہے۔ لوگ خود بخود لا کر دے رہے ہیں۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ انجمن خدام الصوفیہ کے واسطے یہ فال مبارک ہے اور انجمن موصوف کا با اخلاص ہونا ثابت ہوتا ہے۔ مجھے امید نہیں بلکہ یقین کامل

ہے کہ یہ انجمن تمام ہندوستان کی انجمنوں سے طالبان حق کے واسطے زیادہ تر مفید و مفیض ہو گی۔" الراقم جماعت علی عفی عنہ (25)

حضور قبلہ عالم امیر ملتؒ نے اپنے محبوب مرید و خلیفہ اول حضرت مولنا حاجی محمد حسین صاحب بی اے قصوریؒ کو حضرت حافظ انور علیؒ کی خدمت میں بھیجا تا کہ وہ علمی و تصنیفی سرگرمیوں اور رسالہ انوالصوفیہ کی تدوین و اشاعت میں ان کا ہاتھ بٹائیں۔ ہمت اور اشتیاق نفع رسانی مخلوق اس قدر تھا کہ انتہائی ضعیف العمری اور ایسی نقاہت میں کہ جب آپ چارپائی سے اٹھ بھی نہیں سکتے تھے آپ نے چارپائی پر لیٹے لیٹے حضرت قبلہ ءعالم کی استدعا پر رسالہ انوارلصوفیہ کے لیے مضمون قانون تصوف ہر دو حصہ تحریر فرمایا جو رسالہ انوارلصوفیہ 1904ء کے دوسرے اور تیسرے شمارہ میں شائع ہوا اور اہل علم میں بے حد سراہا گیا۔ یہ مضمون 3 محرم 1322ھ کو مسجد شاہی لاہور میں انجمن خدام الصوفیہ کے پہلے اجلاس میں پیش کیا گیا تھا جسے بے حد پذیرائی حاصل ہوئی۔ (26)

وصال مبارک

امیر ملت کے خلیفہ مجاز پروفیسر عابد حسن فریدی فرماتے ہیں :

" آپ کا بچپن تحصیل علم اور شباب تحصیل عرفان اور کسب کمالات میں بسر ہوا۔ آپ نے اشاعت تصوف اور تبلیغ سلوک مجددیہ میں وہ اولوالعزمی اور سرگرمی دکھائی کہ جس کی نظیر نہیں ملتی۔" آپ کا وجود پاک فی زمانہ مغتنمات سے تھا۔ آپ نے اشاعت تصوف اور تبلیغ مقامات سلوک مجددیہ میں جو گرانقدر خدمات انجام فرمائی ہیں وہ اہل بصیرت سے مخفی نہیں ہیں۔ کتب بینی اور مضمون نویسی آپ کی طبیعت ثانیہ ہو گئی تھی۔ صبح شام رات دن سفر حضر صحت و مرض ہر حال میں یہ شغل آپ کی غذا ہو گئی تھی۔ اسی اولوالعزمی اور فرط ذوق میں 6 شوال 1338ھ بمطابق 24 جون 1920ء بروز پنجشنبہ بوقت ظہر اس آفتاب ولایت نے اناسی سال کی عمر میں اس پرانے اجڑے دیار کو اپنی دائمی مفارقت سے بے نور و ظلمت کدہ بنا دیا۔ یہ قصبہ ء روہتک جو آپ کے انفاس قدسی اور کلمات طیبات سے مرجع خلائق بنا ہوا تھا آپ کی رحلت کے بعد ایک قریہ ء بے چراغ اور قالب بے جان رہ گیا۔"(27)

امیر ملتؒ نے شیخ الطریقت حافظ انور علیؒ کے وصال پر 13 جولائی 1920ء کو علی پور سیداں سے بھیجے گئے اپنے تعزت نامہ میں یوں اپنے کرب کا اظہار فرمایا:

"جناب حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال سے جس قدر فقیر کو صدمہ پہنچا وہ احاطہء تحریر سے خارج ہے کیونکہ فقیر کو حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے جس قدر محبت تھی اس کو میں جانتا ہوں یا میرا خدا۔۔۔۔ فقیر دعوے سے لکھتا ہے کہ آج روئے زمین پر عالم و صوفی حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے جیسا دنیا میں نہ تھا۔ اذا ما ت العالم فمات العالم ان کی ہی شان پر موزوں ہوتا ہے۔ آج ان مرحوم و مغفور جیسا وجود روئے زمین پر دستیاب ہونا محال ہے۔(28) "

آپ کے پس ماندگان میں چار صاحبزادے اور آٹھ صاحبزادیاں شامل تھیں جن کا انتقال ہو چکا ہے۔ بڑی صاحبزادی محترمہ صوفیہ باندی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا (وفات: 1972ء) ایک بلند پایہ مصنفہ، دینی و سماجی مبلغ و مصلح، انجمن خادمات الصوفیہ روہتک کی روح رواں اور شیخ الطریقت حافظ انور علی صدیقی روہتکی صاحبؒ کی علمی و روحانی تربیت کی اعلیٰ یادگار تھیں۔ آپ نے شہری خواتین مسلم لیگ روہتک کے سربراہ کی حیثیت سے قیام پاکستان کی جدوجہد میں نمایاں خدمات انجام دیں۔ آپ کی اعلیٰ شخصیت اور کمالات باطنی سے اکثر قارئین رسالہ انوالصوفیہ واقف ہیں۔(29) حافظ انور علی صدیقیؒ کے گھرانے کے سب افراد حضرت قبلہ عالمؒ سے بیعت تھے۔ ان میں آپ کے فرزند الحاج ذاکر علی صدیقیؒ کو امیر ملتؒ نے اجازت و خلافت سے نوازا۔ آپ بڑے عابد و زاہد اور متقی بزرگ تھے اور سلسلہ کی توسیع و خدمت میں ہر وقت سرگرم رہتے۔ جب حضرت بخشی مصطفیٰ علی خاںؒ حضرت قبلہ عالمؒ کے حکم پر کراچی سے مدینہ منورہ منتقل ہوئے تو آپ نے الحاج ذاکر علی صدیقیؒ کو کراچی میں امیر حلقہ مقرر فرمایا۔(30) آپ کی اولاد میں سے جناب حیدر علی صدیقی جماعتی مدظلہ عالی کالج روڈ راولپنڈی میں اقامت پذیر ہیں اور امیر حلقہ ہیں۔ آپ نہایت راسخ العقیدہ، مرنجان مرنج اور مہمان نواز انسان ہیں۔ آپ کے گھر پر ہر اتوار کی صبح حلقہ ذکر اور ختم خواجگان نقشبندیہ مجددیہ کی بابرکت محفل منعقد ہوتی ہے جس میں دور دراز سے برادران طریقت کثیر تعداد میں شریک ہوتے ہیں۔ آپ کے ذریعہ حضرت قبلہ عالم پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوریؒ اور شیخ الطریقت حافظ انور علی صدیقی روہتکی کا فیض آج بھی جاری و ساری ہے۔

حضرت حافظ انور علی صدیقی، نقشبندی مجددی رہتکیؒ کی دینی و علمی خدمات آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ آپ کے علمی ذخائر و آثار کی دستیابی اور ان کی تسہیل و تدوین کے بعد طباعت نو کے ذریعہ انہیں اہل علم تک پہنچانا علم تصوف کی ترویج و اشاعت میں دلچسپی رکھنے والے افراد اور دینی، علمی اور تحقیقی اداروں کی اہم ذمہ داری ہے۔

حوالہ جات

1. فریدی، مولاناعابد حسن "دیباچہ قانون تصوف معروف بہ معمول سالکان"، حافظ انور علی روہتکی، آگرہ اخبار پریس آگرہ، 1935ء ص5
2. ایضا
3. روہتکی حافظ انور علی "مقامات المحمودیہ"؛ مطبع مجتبائی دہلی، 1907ء ص52)
4. فریدی مولاناعابد حسن دیباچہ " قانون تصوف معروف بہ معمول سالکان"، حافظ انور علی روہتکی، آگرہ اخبار پریس آگرہ، 1935ء ص5
5. روہتکی حافظ انور علی مقامات المحمودیہ "؛ مطبع مجتبائی دہلی، 1907ء ص52)
6. ایضا
7. پیر سید اختر حسین شاہ صاحبؒ/ پروفیسر محمد طاہر فاروقیؒ، مرتبین "سیرت امیر ملتؒ واحد پریس، کراچی، 1394ھ
8. فریدی مولاناعابد حسنؒ دیباچہ " قانون تصوف معروف بہ معمول سالکان"، حافظ انور علی روہتکی، آگرہ اخبار پریس آگرہ، 1935ء ص5
9. ایضا
10. ایضا
11. عبدالمجید خاں قصوری مولانا" مختصر حالات زندگی حافظ انور علی صدیقی نقشبندی روہتکی" قانون تصوف معروف بہ معمول سالکان"، حافظ انور علی روہتکی، آگرہ اخبار پریس آگرہ، 1935ء ص7
12. ایضا
13. گرامی نامہ حضرت امیر ملتؒ بنام محترمہ صوفیہ باندی صاحبہ مرحومہ بنت حافظ انور علی روہتکیؒ محررہ 13 جولائی 1920ء مملوکہ اختر علی صدیقیؒ راولپنڈی
14. الوری محمد اسلم "فخر الصلحاء پروفیسر منشاد علی کے حضور" ماہنامہ الہام بہاولپور جلد 82 شمارہ 1 جنوری 2023ء، ص11
15. عبدالمجید خاں قصوری مولانا حالات زندگی حافظ انور علی صدیقی نقشبندی روہتکی" قانون تصوف معروف بہ معمول سالکان"، حافظ انور علی روہتکی، آگرہ اخبار پریس آگرہ، 1935ء ص7
16. روہتکی، حافظ انور علی" قانون تصوف"، رسالہ ماہنامہ انوار الصوفیہ لاہور اکتوبر 1904ء جلد 1 شمارہ 3
17. فریدی مولاناعابد حسنؒ دیباچہ " قانون تصوف معروف بہ معمول سالکان"، حافظ انور علی روہتکی، آگرہ اخبار پریس آگرہ، 1935ء ص5
18. مولاناعبداللہ ٹونکی، https://news.dawateislami.net/hazrat-mufti-abdullah-tonki
19. عبدالمجید خاں قصوری مولانا مختصر حالات زندگی حافظ انور علی صدیقی نقشبندی روہتکی" قانون تصوف معروف بہ معمول سالکان"، حافظ انور علی روہتکی، آگرہ اخبار پریس آگرہ، 1935ء ص7
20. فریدی مولاناعابد حسنؒ دیباچہ " قانون تصوف معروف بہ معمول سالکان"، حافظ انور علی روہتکی، آگرہ اخبار پریس آگرہ، 1935ء ص5
21. پیر سید اختر حسین شاہ صاحبؒ/ پروفیسر محمد طاہر فاروقیؒ، مرتبین "سیرت امیر ملتؒ واحد پریس، کراچی، 1394ھ ص44، 543

22. پیر سید اختر حسین شاہ صاحبؒ/ پروفیسر محمد طاہر فاروقیؒ، مرتبین "سیرت امیر ملت واحد پریس، کراچی، مکتوب نمبر 1، ص559-558(
23. ایضا مکتوب نمبر 2،(ص560)
24. ایضا مکتوب نمر 3 ص561
25. ایضا مکتوب نمبر 4،(ص564-565)
26. فریدی مولانا عابد حسنؒ دیباچہ " قانون تصوف معروف بہ معمول سالکان"، حافظ انور علی روہتکی، آگرہ اخبار پریس آگرہ، 1935ء ص5
27. ایضا
28. گرامی نامہ حضرت امیر ملتؒ بنام محترمہ صوفیہ باندی صاحبہ مرحومہ بنت حافظ انور علی روہتکیؒ محررہ 13 جولائی 1920ء مملوکہ اختر علی صدیقیؒ راولپنڈی
29. ایمان ایقان "عقائد نامہ مولانا جامیؒ مندرجہ سلسلہ الذہب مترجمہ حافظ انور علی روہتکی مطبوعہ سندھ آفسٹ پرنٹرز، کراچی، 1985ء
30. پیر سید اختر حسین شاہ صاحبؒ/ پروفیسر محمد طاہر فاروقیؒ، مرتبین "سیرت امیر ملت واحد پریس، کراچی، ص723
